ام المومنین صدیقہ کائنات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دعوتی کردار

صائمہ ناہید
گورنمنٹ کالج فیصل آباد

تاریخ مشہور شخصیات کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ مگر صدیقہ کبریٰؓ کے سوا دنیا کی کوئی خاتون ایسی نہیں جس نے مذہب و اخلاق اور تقدس کے ساتھ مذہبی، علمی، سیاسی، معاشرتی غرض گوناگوں فرائض سرانجام دیئے ہوں اور جس نے اپنی زندگی کے کارناموں سے اخلاق کی عملی مثالوں سے روحانیت کی پاکیزہ تعلیمات سے اور دین و شریعت اور قانون کی تعلیم و تشریح سے دنیائے انسانیت کیلئے ایک کامل زندگی اور گراں بہا عملی نمونہ چھوڑا ہو۔

تمام علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ اسلام میں حضرت خدیجہؓ، حضرت فاطمہؓ اور سیدہ عائشہؓ عورتوں میں سب سے افضل ہیں۔

ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

مردوں میں بہت سے کامل گزرے ہیں لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی اور عائشہؓ کو عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح "ثرید" کو تمام کھانوں پر (بخاری و مسلم)

آپؓ کا نام عائشہ، صدیقہ لقب، ام المومنین خطاب، ام عبداللہ کنیت اور حمیرا لقب ہے۔ سید الانبیاءؐ نے آپ کو اسی لقب سے پکارا۔

> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہ کو عورتوں پر وہی حیثیت حاصل ہے جو ثرید کو باقی کھانوں پر

طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیدہ عائشہؓ نبوت کے دسویں سال چھ برس کے سن میں بیاہی گئی مگر جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ رحمت دو عالمؐ سے نکاح کے وقت آپ کی عمر چھ برس رخصتی کے وقت 9 برس تھی اور آپ کی عمر 18 سال تھی جب امام الانبیاء رحلت فرما گئے۔

سیدہؓ کا دعوتی کردار:

سیدہ عائشہ نے تفسیر قرآن، تعلیم حدیث، طب، تاریخ ادب، شاعری، تعلیم و افتاء وغیرہ جیسی اہم خدمات سرانجام دیں یہاں پر دعوت دین اسلام کے سلسلے میں ان کے دعوتی کردار کو بیان کیا جاتا ہے۔

سیدہ عائشہؓ سے کم عمری میں نکاح کی دعوتی حکمت:

فخر دو عالم سے نکاح کے وقت آپؓ نہایت کم عمر تھیں اس کم عمری کی نکاح میں مندرجہ ذیل حکمتیں نظر آتی ہیں۔

☆ شادی کیلئے عورت کا انتخاب چار اوصاف کی بناء پر کیا جاتا ہے۔ دولت، حسن و جمال، حسب و نسب اور دینداری۔ اس لئے ازواج مطہرات میں سے وہی منظور نظر تھیں جس سے دینی خدمات سب سے زیادہ بن سکتی تھیں۔ سیدہ عائشہؓ فہم مسائل، اجتہاد، فکر اور حفظ احکام میں تمام ازواج سے ممتاز تھیں، چنانچہ حضور اکرم ﷺ ان کی ایسی تربیت کرنا چاہتے تھے کہ آپ کی شخصیت کامل بن کر دنیا کیلئے مشعل راہ بن جائے۔

☆ بچہ کم عمری میں جو باتیں سیکھتا ہے وہ عمر میں زیادتی کی بناء پر اتنا نہیں سیکھ سکتا۔ نکاح کے وقت کا زمانہ جو آپؓ کے لڑکپن اور عین علم و تربیت کا زمانہ تھا ابھی شروع ہی ہوا تھا رسول اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ کی ایسی تربیت کی جائے جو ہر لحاظ سے کامل اور قابل نمونہ ہو۔

> حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خصوصی طور پر عورتوں کو دینی احکام سکھاتیں اور ان کو رسوم و رواج سے منع فرماتیں

عہد نبوی میں سیدہؓ کا صحابیات کو دین سمجھانا:

سیدہ عائشہ عہد نبوی میں صحابیات کو دین کی تعلیم فرماتی تھی کیونکہ مرد تو فیض نبوت سے فیضیاب

ہوتے رہتے تھے اور عورتوں کیلئے ایسا اہتمام بسا اوقات نہ ہوتا تھا۔ آپؓ خواتین کو شرعی احکام، فرسودہ رسوم و روایات، بدشگونی اور دیگر احکام اسلامی سے آگاہ فرماتیں۔

> کبار صحابہ کرام بھی بعض اوقات سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسائل معلوم کیا کرتے تھے

ایک دفعہ ایک لڑکی گھنگرو پہن کر آپؓ کے پاس آئی تو فرمایا۔ گھنگھرو کاٹ ڈالو اور پہن کر حجرے میں مت آیا کرو۔ عورت نے سبب دریافت کیا تو آپؓ نے امام الانبیاءؐ کا ارشاد پاک سنایا۔

ترجمہ: جس گھر میں اور جس قافلہ میں گھنٹا بجتا ہو وہاں فرشتے نہیں آتے۔

(مسند احمد ص 225-240)

مدینہ منورہ میں جب بچے پیدا ہوتے تو تبرکا سیدہ عائشہؓ کے پاس لائے جاتے وہ ان کو دعائیں دیتیں۔ ایک دفعہ ایک بچہ لایا گیا تو اس کے سر کے نیچے لوہے کا ایک استرا نظر آیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس سے بھوت بھاگتے ہیں یہ سنکر سیدہؓ نے استرا اٹھا کر پھینک دیا اور بولیں:

نبی اکرم ﷺ نے شگون سے منع کیا ہے ایسا نہ کرو۔ (ادب المفرد امام بخاری باب الطیرة من الجن)

عھد نبوی میں سیدہؓ کا صحابہ کو دین سمجھانا:

تمام سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ سیدہ عائشہؓ علمی حیثیت سے تمام ازواج مطہرات سے بلند مرتبہ تھیں۔

محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں:

کان ازواج النبی ﷺ یحفظن حدیث النبی کثرا ولا مثلا لعائشه و ام سلمه.

ترجمہ:

آنحضرتؐ کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں تاہم عائشہؓ اور ام سلمہؓ کا ان میں سے کوئی حریف مقابل نہ تھا۔

عہد نبوی میں صحابہ کرامؓ جب کسی دینی الجھن کو سلجھانے میں ناکام رہتے تو وہ آپؓ سے مدد لیتے تھے۔ حضرات ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ بحر علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے۔

ایک دفعہ آپؓ سے پوچھا گیا ہجرت کے بعد نمازوں میں دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں ہوگئیں تو مغرب میں تین رکعتیں کیوں رہیں؟ تو اس کا جواب سیدہ عائشہؓ یوں دیتی ہیں۔

الا المغرب فانها وتر النهار

ترجمہ:

مغرب کی رکعتوں میں اضافہ نہ ہوا کیونکہ وہ دن کی نماز وتر ہے۔ (مسند احمد ج 6 ص 241)

اسی طرح پوچھا گیا کہ صبح کی نماز میں تو اطمینان زیادہ ہوتا ہے اس میں رکعتیں زیادہ ہونی چاہییں اس پر سیدہؓ فرماتی ہیں۔

وصلوة الفجر لطول قرا تهما

ترجمہ:

نماز فجر میں بھی رکعتوں کا اضافہ نہ ہوا کیونکہ صبح کی دونوں رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ (مسند احمد ج 6 ص 241)

وفات نبیؐ کے بعد لوگوں کو دین سمجھانا:

علم کی خدمت یہ ہے کہ اس کو دوسروں تک پہنچایا جائے اور اس سے تزکیہ نفوس اور اصلاح امت کا کام لیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

فليبلغ الشاهد الغائب

جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچا دے۔

اور یہ کام سیدہ عائشہؓ نے بخوبی ادا کیا۔

لڑکے، عورتیں اور جن مردوں کا سیدہ عائشہؓ سے پردہ نہ تھا وہ حجرہ کے اندر آکر مسئلہ معلوم کر لیتے۔ اور دوسرے لوگ حجرہ کے سامنے مسجد نبوی میں بیٹھتے۔ دروازے پر پردہ لٹکا رہتا۔ آپؓ پردہ کی اوٹ میں خود بیٹھ جاتیں لوگ سوالات کرتے اور وہ جوابات دیتیں۔ کبھی شاگرد مسئلہ شروع کر دیتے کبھی از خود مسئلہ بیان کرتیں اور لوگ خاموشی سے سنتے۔

(مسند احمد ج 6 ص 72۔ ابن سعد جز ثانی ص 29)

> سیدہ رضی اللہ عنہا دینی تبلیغ کی خاطر ہر سال حج پر تشریف لے جایا کرتیں

محرم رشتہ داروں کے ذریعے دین کی نشرواشاعت:

سیدہ عائشہؓ نے لوگوں کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ اپنے محرم رشتہ داروں اور بھانجے بھانجیوں اور بھتیجے، بھتیجیوں اور دیگر اہل خاندان کو بھی دینی علوم کی تعلیم دی جن لوگوں نے آگے جا کر دین کی اشاعت میں اہم خدمات سرانجام دیں۔

عروہ بن زبیرؓ جو حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر کے بیٹے، اور سیدہؓ کے بھانجے تھے۔ آپؓ کی گود میں پرورش پائی۔ یہ مدینہ منورہ میں فضل و کمال کے تاجدار تھے۔ فن سیرت میں امام سمجھے جاتے تھے۔

قاسم بن محمدؒ سیدہ عائشہؓ کے بھتیجے تھے انہوں نے بھی آپ کی آغوش میں تربیت پائی۔ بڑے ہوکر مدینہ منورہ کے امام الفقہ ہوئے۔ حضرت عائشہؓ بنت طلحہ (بھانجی) بھی خالہ کی گود میں پلی تھیں۔ ان کے بارے ابوزرعہؒ دمشقی کا قول ہے۔

حدث عنها الناس لفضلها و ادبها

ترجمہ:

لوگوں نے ان کی بزرگی اور ان کا ادب دیکھ کر ان سے حدیث روایت کی۔ (بحوالہ سیرت عائشہؓ از سید سلیمان ندوی)

خلفاء راشدین کا آپؓ سے راھنمائی چاھنا:

وفات نبی اکرم ﷺ کے بعد خلفاء راشدینؓ آپؓ سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے اور فتویٰ لیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ مجتہد اسلام تھے مگر وہ بھی سیدہؓ سے پہلے پوچھ لینا ضروری خیال کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مخصوص صحابہ کبار کے علاوہ اور لوگوں کو افتاء کی اجازت نہ تھی۔

كانت عائشة تفتي في عهد عمرؓ وعثمانؓ بعده يرسلان اليها فيسئلا نها عن السنن۔

ترجمہ:

سیدہ عائشہؓ حضرت عمرؓ اور اس کے بعد عثمانؓ کے زمانہ میں فتویٰ دیا کرتی تھیں اور حضرت عثمانؓ و عمرؓ ان سے احادیث معلوم کرواتے تھے۔ (طبقات ابن سعد جز ثانی ص 126)

دور خلافت میں صحابہؓ کیلئے راھنمائی کا ذریعہ:

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد خلافت راشدہ میں اسلام کی دعوت دور دراز کے ممالک تک پھیل گئی۔ بڑے بڑے مرکزی شہروں میں مقدس معلمین کی ایک ایک مختصر جماعت قیام پذیر تھی۔ مدینہ پاک میں اسوقت حضرات ابی ہریرہ، ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنھم کی مستقل درسگاہیں تھیں۔ مگر اس کے باوجود صحابہ کرام علمی مباحث اور احادیث کی تصحیح، فقہ وفتویٰ کیلئے سیدہ عائشہؓ کے پاس تشریف لاتے۔

موقع حج پر سیدہؓ کا لوگوں کو دین سمجھانا:

سیدہؓ کا معمول تھا کہ ہر سال حج کو جاتیں کوہ حرا اور کوہ ثبیر کے دامن میں سیدہؓ کا خیمہ نصب ہوتا۔ (ابن سعد جز مدنیین ص 28)

تشنگان علم جوق در جوق دور دراز کے ممالک سے آکر حلقہ درس میں شریک ہوتے تھے۔ (طبقات ابن سعد جز اہل مدینہ ص 218 مسند احمد ج 6 ص 47)

> ام المومنین اپنے شاگردوں پر انتہائی شفقت فرمایا کرتی تھیں

لوگ مسائل پیش کرتے تھے اور اپنے شبہات کا زالہ کرتے اگر لوگ بعض مسائل پوچھنے مین تامل کرتے تو ان کی ڈھارس بندھاتیں جس سے وہ ہمت وحوصلہ پکڑتے اور اپنے مسائل کا جواب پوچھ لیتے۔

تابعین کرام کیلئے سرچشمہ ھدایت:

آپؓ اپنے شاگردوں سے بالکل ماں جیسا سلوک کرتی تھیں اور ان کے شاگرد بھی ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ مستفیدین اور تلامذہ کی تعداد کم نہ تھی۔

> حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے تنگی کے دنوں میں بھی رسول اللہ ﷺ سے کوئی شکایت نہ کی

عطاء بن ابی رباح جو آئمہ تابعین میں شمار کئے جاتے ہیں ایک دفعہ ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا:

ھجرت کی حقیقت کیا ھے؟

فرمایا:

اب ہجرت نہیں ہے ہجرت جب تھی جب مسلمان اپنے مذہب کولیکر خدا اور اس کے رسول کے پاس ڈر سے دوڑا آتا تھا کہ اس کو تبدیل مذہب کے سبب ستایا نہ جائے۔ اب خدا نے اسلام کو غالب کردیا ہے اب مسلمان جہاں چاہے اپنے خدا کی عبادت کرسکتا ہے۔ ہاں جہاد اور نیت کا ثواب باقی ہے۔ (بخاری باب الهجرة)

خانگی زندگی ..... دعوتی پھلو:

آپؓ کی خانگی زندگی بھی ایک دعوتی انداز لئے ہوئے ہے۔ سیدہ عائشہؓ کی ازدواجی زندگی آپؐ سے نو (9) برس تک قائم رہی لیکن اس طویل مدت میں واقعہ ایلاء کے سوا کوئی واقعہ باہمی غیر معمولی کشیدگی کا پیش نہیں آیا۔ خاندان نبوت کی دنیاوی زندگی عسرت اور فقر و فاقہ میں گزری تھی مگر اس کے باوجود آپؓ کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ لائیں بلکہ ہمیشہ لطف ومحبت اور ہمدردی وخلوص کا مظاہرہ کیا۔

واقعہ جنگ جمل:

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں اندرون و بیرون ملک سازشوں کا جال بچھایا جا رہا تھا۔ اور حضرت علیؓ کے دور میں کشیدگیاں اور اختلافات زیادہ ہو گئے جس سے مذہب کو نقصان پہنچ رہا تھا اس چیز کو دیکھ کر ان کا دل دکھتا تھا چنانچہ حق کی آواز بلند کرنے کی خاطر آپؓ نے جنگ سے بھی گریز نہ کیا یہ الگ بات ہے کہ وہ بعد میں قرآن کی آیت وقرن في بيوتكن پڑھکر روتیں اور خدا سے معافی مانگتیں۔ جنگ جمل میں ان کا حق کی خاطر نکلنا ان کے دعوتی کردار کی غمازی کرتا نظر آتا ہے۔

خلاصہ کلام:

سیدہ عائشہؓ کے دعوتی کردار کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے دعوت دین کے سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دیں وہ مسلمان مرد و عورت کیلئے باعث ہدایت ہیں۔ اس لئے بحیثیت مسلمان ہمیں بھی ان کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے دعوت دین میں اپنا حصہ ادا کرنا چاہئے۔

وفادار دوست

ایک شخص کے تین دوست تھے۔ جب وہ مرنے لگا تو ایک کو بلا کر پوچھا کہ اس مشکل وقت میں تم میری کیا مدد کر سکتے ہو؟ اس نے کہا "میں عمر بھر تمہاری خدمت کرتا رہا لیکن اب میں بے بس ہوں اور موت کو کسی طرح نہیں روک سکتا۔"

پھر دوسرے دوست کو طلب کیا۔ وہ بولا:

"میں اس مشکل وقت میں صرف اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ مرنے کے بعد آپ کو نہلاؤں، نیا کفن پہناؤں، خوشبو میں بساؤں، جنازہ اٹھاؤں، کسی عمدہ جگہ قبر کھدواؤں اور بعد از دفن قبر پر پھول چڑھا کر واپس آ جاؤں"

تیسرے دوست کو بلایا تو وہ کہنے لگا:

میرے دوست فکر نہ کرو میں موت کے بعد بھی آپ کا ساتھ دوں گا۔ قبر میں آپ کے ہمراہ جاؤں گا اور جب قیامت کے روز قبر سے نکلو گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔"

پہلے دوست کا نام مال، دوسرے کا نام عیال اور تیسرے دوست کا نام عمل ہے۔

(محمد ادریس شاہد)

امید کا آخری سہارا

مسلمان اگر چاہتے ہیں کہ اس چشمہ حیات پر پہنچیں جہاں ان کی پیاس اور تشنہ کامی کے لئے کافی سامان راحت موجود ہے تو ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ آج تمام عالم میں صرف ایک ہی ہاتھ ہے جو ان کی رہنمائی کر سکتا ہے اور ایک ہی چشم نگران ہے جو لغزشوں سے ان کو بچا سکتی ہے اور وہ وہی ہے جو کبھی (کوہ سینا) پر تجلی حق بن کر چمکی، کبھی (فاران) کی چوٹیوں پر برابر رحمت بن کر نمودار ہوئی۔ کبھی غار ثور میں "لا تحزن ان الله معنا" کی صدا میں تھی۔ کبھی بدر کے کنارے "ان ينصركم الله فلا غالب لكم" کے پیغام میں تھی اور کبھی احد کے دامن میں "وكان حقا علينا نصر المومنين" کی بشارت تھی اور آج بھی بدعات و محدثات اور فسق و فجور کی تاریکیوں میں مسلمانوں کا راہ بھولا ہوا قافلہ اگر صراط مستقیم پر گامزن ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے اس عالم یاس و ناامیدی میں امید کا آخری سہارا اور بحر ظلمات کی تاریکیوں میں روشنی کا ایک ہی مینار ہے جس سے وہ اپنا کھویا ہوا راستہ تلاش کر سکتے ہیں۔

(حضرت مولانا سید داؤد غزنوی)

شہید قائد علامہ احسان الٰہی ظہیر کا فرمان

حرمین شریفین کانفرنس لاہور میں اہل حدیثوں کے عظیم شہید نے فرمایا: یہ ملک اہل حدیثوں کا ہے جنہوں نے اس کے حصول کیلئے بے شمار قربانیاں دی ہیں ذرا تاریخ اٹھا کر دیکھو صرف بنگال میں ایک لاکھ علماء اہل حدیث کو انگریز کی مخالفت کی بنا پر سولی چڑھا دیا گیا۔

خوشخبری

جہاں جامعہ سلفیہ نے ترجمان الحدیث کو ظاہر و باطن کی تبدیلی، وسعت صفحات کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے وہاں آپ کو در پیش مسائل کے حل کے لئے باب الفتاویٰ کا بھی اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ اپنے مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں چاہتے ہیں تو جامعہ سلفیہ سے رابطہ کریں اور فتویٰ ﴿ترجمان الحدیث﴾ میں ملاحظہ فرمائیں۔